سورة الاعراف

آيات ۱۷۲ - ۱۸۵

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ
بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی ۛۚ شَهِدْنَا ۚۛ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ
تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ
اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ
لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ
تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ
یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلًا ۨالْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ
یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ
كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖ ۫ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَ
لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

آیات 103 تا 171

قصۂ موسیٰ علیہ السلام و فرعون اور بنی اسرائیل کی سرگذشت (ایک جامع تبصرہ)

- ← موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور فرعون کی ہلاکت کا تذکرہ
- ← بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کے بعد ان کی نافرمانیوں کا تذکرہ
- ← بنی اسرائیل کو بنی اسماعیل میں سے نبی اُمی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت، جو اب تمام انسانوں کے لیے نبی اور رسول بن کر آئے ہیں
- ← بنی اسرائیل کی مزید نافرمانیاں اور اس پر ان کو سزا کی وعیدیں اور سزائیں

آیات 172 تا 206 (رکوع 22 تا 25)

فلسفۂ دین کے اعتبار سے اہم مضامین

- عہدِ الست کا تذکرہ (تمام انسانوں کو بالعموم اور قریش کو بالخصوص عہد فطرت کی یاد دہانی، بنی اسرائیل کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت، عذابِ الٰہی کی دھمکی اور خبرداری)
- نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو ہدایات - مشکل حالات پر صبر، اعدائے دین سے اعراض، اور یادِ الٰہی کے ساتھ وابستہ رہنے کی ہدایت

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ - اور جب پکڑا (نکالا) آپ کے رب نے

مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ - آدم کے بیٹوں سے

بَنِی - اصل میں بَنِین تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا

مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ - ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو

ظَهْر (جمع ظُهُور) - پیٹھ

ذُرِیّت - اولاد

وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ - اور اس نے گواہ بنایا ان کو اپنے آپ پر

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ - (پھر پوچھا) کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب

لَسْتُ، لَیْسَ سے ماضی واحد متکلم - (کیا میں نہیں ہوں)

قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا - انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم نے گواہی دی

بَلٰی: اپنے سے پہلے آنیوالی نفی کی تردید یا استفہام کے جواب میں جو نفی پر ہو (کیوں نہیں)

اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ - یہ کہ تم کہو قیامت کے دن

اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ - کہ ہم تھے اس سے بے خبر

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ ۖ أَلَسْتُ
بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَآ ۛ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَٰفِلِينَ ﴿١٧٢﴾

اور اے نبی، لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے
ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا "کیا میں
تمہارا رب نہیں ہوں؟" انہوں نے کہا "ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر
گواہی دیتے ہیں" یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ
"ہم تو اس بات سے بے خبر تھے"

And recall (O Prophet) when your Lord brought forth descendants from the loins of the sons of Adam, and made them witnesses against their own selves. asking them: 'Am I not your Lord?' They said: 'Yes, we do testify.' We did so lest you claim on the Day of Resurrection: 'We were unaware of this.'

وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِىۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ‌ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ‌ؕ قَالُوۡا بَلٰى‌ۛۚ شَهِدۡنَا‌ۛۚ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ ۙ‏ ﴿۱۷۲﴾

اللہ کی ربوبیت اور اولادِ آدمؑ کی گواہی

- گذشتہ آیتِ کریمہ (۱۷۱) میں بنی اسرائیل سے توراۃ پر عمل کا عہد لینے کا واقعہ — اس کی غیر معمولی اہمیت کے پیشِ نظر یہ واقعہ ان کی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل (جب اللہ نے طور پہاڑ ان کے سروں پر لا کھڑا کیا)
- اسی آیت کریمہ پر بنی اسرائیل سے خطاب ختم ہو جاتا ہے اور اس سے آگے سورت کے اختتام تک تقریر کا رخ عام انسانوں کی طرف پھرتا ہے جن میں خصوصیت کے ساتھ روئے سخن ان لوگوں کی جانب ہے جو براہ راست نبی ﷺ کے مخاطب تھے کہ بنی اسرائیل سے بندگی و اطاعت اور اللہ کی کتاب سے وابستگی کا عہد کچھ ان ہی سے وابستہ نہیں بلکہ تم سب اپنے خالق کے ساتھ ایک میثاق میں بندھے ہوئے ہو اور تمہیں ایک روز جواب دہی کرنی ہے کہ تم نے اس میثاق کی کہاں تک پابندی کی (علامہ قرطبیؒ نے اس آیت کو قرآن کی مشکل آیات میں شمار کیا ہے)

عہدِ الست کیا ہے؟

- عہد الست، اللہ تعالیٰ کا تمام انسانوں کی ارواح کو پیدا کرنے کے بعد (عالمِ خلق سے پہلے) ان سے اپنی الوہیت و ربوبیت کا قول و قرار ہے
- "عہد الست" ہر نفس کا یہ اقرار تھا کہ "اللہ میرا رب ہے" اور یہ اقرار ہر نفس میں سرایت (embed) کرکے اسے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے (یہ کوئی بیرونی (external) واردات نہیں تھی بلکہ عین انسانی وجود (being) "جس حال میں وہ تخلیق کیا گیا اور موجود ہے" کا بیان ہے

وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِىۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰى ۛۚ شَهِدۡنَا ۛۚ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ ۙ﴿۱۷۲﴾

- اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے اپنے اِلٰہ ہونے کا عہد نہیں لیا بلکہ اپنے رب ہونے کے بارے میں پوچھا اور سب نے اقرار کیا کہ ہاں آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب پروردگار نے نوع انسانی سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا تو یہ بات از خود انسانوں پر واضح ہو گئی کہ جس عظیم ذات کے رب ہونے (اس کی ربوبیت) کا عہد کر رہے ہیں وہی ہمارا اللہ ہے
- مفسرین کا غالب رجحان اس طرف ہے کہ یہ عہد /میثاق عالم ارواح میں لیا گیا جب انسانی اجسام کو ابھی پیدا نہیں کیا گیا تھا (قرآنِ مجید کے اولین مخاطبین کی ذہنی استعداد کے مطابق اس بات کو بہت سادہ اور سیدھا بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے نسل آدم کی تمام ذریت کو ان کی پیٹھوں سے نکال کر یعنی قیامت تک اس دنیا میں جتنے بھی انسان آنے والے تھے، ان سب کی ارواح وہاں موجود تھیں ان سے یہ عہد لیا)
- یہ عہد و اقرار پوری طرح ہوش و حواس اور خود شعوری (self consciousness) کے ساتھ ہوا کہ انسان کی خود شعوری ہی اسے حیوانات سے ممتاز کرتی ہے، انسان کی اس خود شعوری کا تعلق اس کی روح سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص صرف انسان میں پھونکی ہے۔ چنانچہ جب یہ عہد لیا گیا تو وہاں تمام ارواح موجود تھیں اور انھیں اپنی ذات کا پورا شعور تھا۔
- اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح انسانیہ سے یہ سوال کیا کہ کیا میں تمہارا رب (تمہارا مالک ، تمہارا آقا نہیں ہوں ؟) تمام ارواح نے یہی جواب دیا کہ تو ہی ہمارا رب ہے ' ہم اقرار کرتے ہیں ' ہم اس پر گواہ ہیں

وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِىۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ‌ ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ‌ ؕ قَالُوۡا بَلٰى‌ ۛۚ شَهِدۡنَا‌ ۛۚ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ ۙ‏ ﴿۱۷۲﴾

- احادیث مبارکہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تب فرمایا کہ میں تم پر زمین و آسمان سب کو اور خود تمہارے باپ آدم کو گواہ ٹھہراتا ہوں تاکہ تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو اس کا علم نہ تھا۔ خوب جان لو کہ میرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے اور میرے سوا کوئی رب نہیں ہے۔ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا۔ میں تمہارے پاس اپنے پیغمبر بھیجوں گا جو تم کو یہ عہد و میثاق جو تم میرے ساتھ باندھ رہے ہو، یاد دلائیں گے اور تم پر اپنی کتابیں بھی نازل کروں گا۔ اس پر سب انسانوں نے کہا کہ ہم گواہ ہوئے، آپ ہی ہمارے رب اور آپ ہی ہمارے معبود ہیں، آپ کے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے نہ کوئی معبود۔
- اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی ربوبیت کا اقرار انسانی فطرت میں پیوست ہے

واقعۂ عہدِ الست پر وارد ہونے والے سوالات:

? کیا یہ واقعہ عالم خارج میں پیش آیا

? ہمارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت ہے کہ ہم نے یہ معاہدہ کیا ہے

? کیا قیامت تک پیدا ہونے والے ہر آدمی کی روح وہاں موجود تھی

? کیا اہل ایمان کو یہ واقعہ یاد ہے، کیا اس کی بنیاد پر قیامت کے روز بنی آدم پر حجت قائم ہو گی، کیا یہ مبنی بر عدل ہو گا

? کیا اِس قول و قرار اور میثاق کے لیے ہماری چوائس بھی شامل تھی؟

ان سوالات کے
جواب آگے اضافی
مواد کے حصے میں

اَوۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَشۡرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ‌ ۚ اَفَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۷۴﴾

اَوۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ - یا تم کہو اس کے سوا نہیں (صرف)

اَشۡرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ - شرک کیا ہمارے آباء نے اس سے پہلے

وَكُنَّا ذُرِّيَّةً - اور ہم تھے اولاد

مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ - ان کے بعد

اَفَتُهۡلِكُنَا بِمَا - تو کیا تو ہلاک کرے گا ہم کو بسبب اس کے جو

فَعَلَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ - کیا ناحق کرنے والوں نے

أبْطَلَ يُبْطِلُ ، إبْطَالاً - باطل کرنا، حق کو مٹانا

مُبْطِل : (اسم فاعل)، غلط کار، اہل باطل، جھوٹا

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ - اور اس طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیات کو

وَلَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ - تاکہ وہ رجوع کریں

اَوۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَشۡرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ‌ۚ اَفَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۷۴﴾

یا یہ نہ کہنے لگو کہ "شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے، پھر کیا آپ ہمیں اُس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا"

دیکھو، اِس طرح ہم نشانیاں واضح طور پر پیش کرتے ہیں اور اس لیے کرتے ہیں کہ یہ لوگ پلٹ آئیں

Or say: 'Our forefathers before us who associated others with Allah in His divinity; we were merely their offspring who followed them. And would You destroy us for that which the unrighteous did?

And thus do We expound the signs136 that they may turn back (to the right path).

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ الَّذِىۡۤ اٰتَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنۡهَا فَاَتۡبَعَهُ الشَّيۡطٰنُ فَكَانَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ ۝١٧٥ وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَلٰـكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ‌ ۚ

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ - اور آپ پڑھ کر سنائیں ان کو خبر

تَلَا يَتْلُو ، تِلَاوَةً - پڑھنا، پڑھ کر سنانا، پیچھے آنا، تلاوت کرنا

الَّذِىۡۤ اٰتَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا - اُس کی جسے ہم نے دیں اپنی نشانیاں

نَبَا- (اہم) خبر

فَانْسَلَخَ مِنۡهَا - پھر وہ چھوڑ نکلا ان کو

اِنسَلَخَ يَنْسَلِخُ ، اِنْسِلَاخًا - کھال کھینچنا، کسی چیز کو چھوڑ کر نکل جانا، گذر جانا (VII)

وَءَايَةٌ لَّهُمُ ٱلَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ ٱلنَّهَارَ

فَاَتۡبَعَهُ الشَّيۡطٰنُ - پھر پیچھے لگا اس کے شیطان

فَإِذَا ٱنسَلَخَ ٱلْأَشْهُرُ ٱلْحُرُمُ جب حرام مہینے گذر جائیں

فَكَانَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ - تو وہ ہو گیا گمراہوں میں سے

غَاوِي کی جمع غَاوِيْن - گمراہ، نامراد

وَلَوۡ شِئۡنَا -اور اگر ہم چاہتے

لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا - تو ہم ضرور بلند کرتے اُس کو اُن (آیات) سے

وَلٰـكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ - اور لیکن وہ مائل ہو گیا زمین کی طرف

أخْلَدَ يُخْلِدُ ، إخْلَادًا

مائل ہونا، جھک جانا (IV)

وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ - اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ - تو اس کی مثال کتے کی مثال کی مانند ہے

اِنْ تَحْمِلْ - اگر تو سختی کرے

حَمَلَ - بوجھ ڈالنا، سختی کرنا، (حملہ کرنا)

عَلَيْهِ يَلْهَثْ - اس پر تو وہ ہانپتا ہے

لَهِثَ يَلْهَثُ ، لَهْثًا - زبان باہر نکال کر ہانپنا

اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ - یا اگر تو چھوڑ دے اس کو تو (بھی) وہ ہانپتا ہے

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ - یہ ان لوگوں کی مثال ہے

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا - جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ - پس آپ بیان کریں اس قصے کو

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ - شائد وہ لوگ غور و فکر کریں

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ
بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ
ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾

اور اے محمدؐ، اِن کے سامنے اُس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا آخر کار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا، اگر ہم چاہتے تو اسے اُن آیات کے ذریعہ سے بلندی عطا کرتے، مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس ہی کے پیچھے پڑا رہا، لہٰذا اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ تم اس پر حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے رہے اور اسے چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکائے رہے یہی مثال ہے اُن لوگوں کی جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں تم یہ حکایات اِن کو سناتے رہو، شاید کہ یہ کچھ غور و فکر کریں

And recite to them [O Muhammad] the story of the man to whom We gave Our signs and who turned away from them; then ultimately Satan caught up with him and he was led astray. Now had We so willed We could indeed have exalted him through those signs, but he clung to earthly life and followed his carnal desires. Thus his parable is that of the dog who lolls out his tongue whether you attack him or leave him alone. Such is the parable of those who reject Our signs as false. Narrate to them these parables that they may reflect.

وَ اتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ الَّذِىۡۤ اٰتَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡهَا فَاَتۡبَعَهُ الشَّيۡطٰنُ فَكَانَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ ﴿۱۷۵﴾

عہد الست سے منہ پھیرنے والے فرد یا قوم کی تمثیل اور اس کے نمایاں خدوخال

- نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا حکم کہ آپ ایک شخص کا واقعہ لوگوں کے سامنے بیان کریں
- قرآن مجید کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ ایک متعین شخص ہے لیکن اس کا نام نہیں لیا گیا (قرآن کا یہ اسلوب اور نبی اکرم ﷺ کا بھی معمول کہ کبھی کسی کی برائی کو مثال میں پیش کرتے ہیں تو بالعموم اس کے نام کی تصریح نہیں کرتے بلکہ اس کی شخصیت پر پردہ ڈال کر صرف اس کی بری مثال کا ذکر کرتے تاکہ اس کی رسوائی کیے بغیر اصل مقصد حاصل ہو جائے)۔ قرآن میں کسی دوسری جگہ اور احادیث میں بھی اس شخص کی تصریح نہیں
- قرآن مجید نے اس شخص کا نام پردے میں رکھ کر اس تمثیل کا اطلاق ہر اس شخص پر کردیا جو دین حق کی نعمت پا چکنے کے بعد پھر اس کا تارک ہو گیا ہو۔ (بنی اسرائیل کی قوم سے ایک شخص مگر تمام یہود پر اس تمثیل کا اطلاق)
- اور یہ کوئی محض تمثیل بھی نہیں ہے بلکہ حقیقی واقعہ ہے (جیسا کی لفظ نَبَاَ سے ظاہر ہے)
- "اس شخص کو ہم نے اپنی آیات عطا کی تھیں" سے ظاہر ہے کہ وہ شخص کوئی صاحب کرامت بزرگ تھا (لیکن اس نے اپنے آپ کو اس مقام سے گرا دیا تھا)
- مفسرین نے اس ضمن میں کئی نام لیے ہیں، ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ عرب جاہلیت کا ایک حکیم شاعر امیہ بن عبداللہ بن الصلت ثقفی تھا یہ غیر معمولی ذکاوت و استعداد کا آدمی تھا اور اہل کتاب کی صحبت میں رہ کر وہ خدا پرستی اور دینداری کے خیالات سے آشنا ہو گیا تھا لیکن پھر بھی حضورِ اکرم ﷺ پر حسد کی بنا پر ایمان نہ لایا

وَ اتۡلُ عَلَیۡہِمۡ نَبَاَ الَّذِیۡۤ اٰتَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡہَا فَاَتۡبَعَہُ الشَّیۡطٰنُ فَکَانَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ ﴿۱۷۵﴾

- دوسرے گروہ (اور مفسرین کی اکثریت نے) اسے بنی اسرائیل کے مشہور زاہد بلعم بن باعور کنعانی بتایا ہے (یہ ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، ابن جریر اور قرطبی وغیرہ کا خیال ہے) اور یہ زیادہ قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے اور یہ اس لیے کہ ' واتل ، نباء اور فاقصص القصص' کے الفاظ نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کے ہم عصر افراد سے متعلق نہیں تھا بلکہ یہ گزشتہ اقوام کی سرگزشت ہے (اور ابو عامر راہب ، امیہ بن ابو صلت کا تعلق آپ ﷺ کے زمانے سے تھا)
- بلعام بن باعور کے بارے میں روایات ہیں کہ وہ اپنے زمانہ میں اپنی نظیر دوسرے انسانوں میں نہیں رکھتا تھا ، ہزاروں کی تعداد میں طلبہ اس کی علمی مجلسوں میں حاضر ہوتے تھے اور اس کے خطبات کو قلم بند کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے ایک بڑے مبلغ کی حیثیت سے کام لیتے تھے اور وہ اس درجے پر فائز تھا کہ اس کی دعا بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت پاتی تھی (مستجاب الدعوات تھا)
- لیکن شیطان نے اسے فریب دیا اور وہ گمراہ ہوگیا۔ حضرت موسیٰؑ کی مخالفت میں فرعون کی مدد کی ، قومِ جبارین (عمالقہ) جن سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا بنی اسرائیل کو، ان کے حق میں موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بد دعا کی، مال ودولت اور ہواو ہوس کی پیروی شروع کردی اور دینِ حق سے بھٹک کر شیطان کے حوالے ہو گیا

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾

- وہ شخص خواہ کوئی تھا ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو انسانیت کے بلند مرتبے پر ترقی عطا فرمائی تھی لیکن وہ دنیا کے فائدوں ، لذتوں ، اور آرائشوں کی طرف جھک پڑا۔ نفسانی خواہشات کا اسیر بن گیا، حرص و لالچ کا غلام بن کر مراتبِ عالیہ سے گر کر ذلت کی پستیوں میں جا گرا
- آیاتِ الٰہی کا علم، حقیقت سے واقفیت اور دین و شریعت کا علم-اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ غلط رویے اور طرزِ عمل سے بچتا لیکن دنیا و ہوس کا بندہ بن کر حق سے ہی منہ موڑ بیٹھا اور شیطان جو اس کی گھات میں تھا اسے پستیوں کی پستی میں پہنچا دیا
- اللہ تعالیٰ نے اسے کتے سے تشبیہ دی جس کی ہر وقت لٹکی ہوئی زبان اور ٹپکتی ہوئی رال ایک نہ بجھنے والی آتش حرص اور کبھی نہ سیر ہونے والی نیت کا پتہ دیتی ہے تشبیہ کا مدعا یہ ہے کہ دنیا پرست آدمی جب علم اور ایمان کی رسی تڑا کر بھاگتا ہے اور نفس کی اندھی خواہشات کے ہاتھ میں اپنی باگیں دے دیتا ہے تو پھر کتے کی حالت کو پہنچے بغیر نہیں رہتا، ہمہ تن پیٹ اور ہمہ تن شرمگاہ۔

سنتِ الٰہی کا بیان

جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات سے نوازا، اگر وہ ان آیات کی قدر کریں گے تو ان کے ذریعے سے انھیں دین و دنیا کی سرفرازی حاصل ہوگی اور ان سے گریز کر کے اپنی خواہشات کے غلام ہو کر رہ جائیں گے تو انھی کے حوالے کر دیے جائیں گے

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ الَّذِىۡۤ اٰتَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡهَا فَاَتۡبَعَهُ الشَّيۡطٰنُ فَكَانَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَلٰـكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ‌ ۚ
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الۡـكَلۡبِ‌ ۚ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَيۡهِ يَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُكۡهُ يَلۡهَثْ‌ ؕ ذٰ لِكَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا‌ ۚ فَاقۡصُصِ الۡقَصَصَ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۱۷۶﴾

اس قصے میں تذکیر و نصیحت کے کئی اسباق۔

- یہ فطرت کی راہ سے انحراف کی ایک مثال ہے، کہ جب ایک شخص اپنا عہد فطرت توڑتا ہے اور ہدایت کے بعد اللہ کی آیات اور نشانات سے پھر جاتا ہے، اپنی نفسانی خواہشات کا بندہ بن جاتا ہے تو کن پستیوں میں جا گرتا ہے
- یہ قصہ تمام انسانوں کے بالعموم اور علماء و دینداروں کے لیے بالخصوص عبرتناک اور سبق آموز
- معارف الٰہی کت ترک کر دینے سے شیطان انسان کے پیچھے لگ جاتا ہے (اور اس کا رفیق بن جاتا ہے)
- تمام انسان حتیٰ کہ ہدایت یافتہ علماء اور وہ جن کو کتابِ الٰہی کا علم حاصل ہے وہ بھی شیطان کی پیروی کے خطرے اور گمراہی کے راستے پر پڑنے کے اندیشے سے دوچار ہیں۔
- شیطان، انسانوں کو گمراہوں کے گروہ میں شامل کرنے کیلئے (ہمیشہ) ان کی گھات میں بیٹھا رہتا ہے۔
- شیطان، ان لوگوں کو گمراہ کرنے سے عاجز و ناتواں ہے کہ جو آیات اور معارف الٰہی کو اچھی طرح اخذ کرتے ہیں اور ان کی پابندی کرتے ہیں۔
- دنیا پرستی، ہوا و ہوس، لالچ، خواہشاتِ نفس کی پیروی۔ قرب الٰہی کے بلند مقامات سے محرومی کا سبب بنتے ہیں
- آیاتِ الٰہی کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے بھاگنے والے/والوں کی مثال کتے کی سی — جس کو ہر صورت اپنی پیٹ اور شہوت کی ہوس پوری کرنے کی فکر (گویا انسان، انسانیت کے درجے سے گر کر حیوانیت میں داخل ہو گیا)

سَآءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

سَآءَ مَثَلَا ۔ کتنی بری ہے مثال

الْقَوْمُ الَّذِیْنَ ۔ اس قوم کی جس نے

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۔ جھٹلایا ہماری نشانیوں کو

وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ۔ اور اپنے آپ پر (ہی) وہ ظلم کرتے تھے

مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ ۔ جس کو ہدایت دے اللہ

فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ ۔ تو وہ ہی ہدایت پانے والا ہے

وَ مَنْ یُّضْلِلْ ۔ اور جس کو وہ گمراہ کرے

فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔ تو وہ لوگ ہی خسارہ پانے والے ہیں

وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ ۖ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا ۚ وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا ۚ وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ

وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ - اور بیشک ہم نے پیدا کیا ہے جہنم کے لیے

كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ - اکثر کو انسانوں اور جنوں میں سے

لَهُمۡ قُلُوۡبٌ - اُن کے (لیے) دل ہیں

لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا - (لیکن) سمجھتے نہیں اُن سے

وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ - اور ان کے لیے آنکھیں ہیں

لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا - (لیکن) وہ نہیں دیکھتے ان سے

وَلَهُمۡ اٰذَانٌ - اور ان کے لیے کان ہیں

لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا - (لیکن) وہ نہیں سنتے ان سے

ذَرَأَ يَذْرَأُ ، ذَرْءًا - پیدا کرنا

لِجَهَنَّمَ میں لام عاقبت کا

فَقِهَ يَفْقَهُ ، فِقْهًا و فَقَهًا - سمجھنا

اَعْيُنٌ ، عَيْنٌ کی جمع - آنکھیں

أَبْصَرَ يُبْصِرُ ، إِبْصَارًا - دیکھنا
(IV) (دل کی آنکھیں کھول کر دیکھنا)

اٰذَانٌ ، اُذُنٌ کی جمع - کان

أُولَٰٓئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْغَٰفِلُونَ ﴿١٧٩﴾

أُولَٰٓئِكَ كَالْأَنْعَامِ - وہ لوگ مویشیوں کی مانند ہیں

اَنْعَام - چوپائے، مویشی

بَلْ هُمْ أَضَلُّ - بلکہ وہ لوگ زیادہ گمراہ ہیں

اَضَلّ - زیادہ گمراہ (افعل التفضیل)

أُولَٰٓئِكَ - یہ لوگ

هُمُ الْغَٰفِلُونَ - ہی غفلت برتنے والے ہیں

سَآءَ مَثَلَاۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝١٧٧ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝١٧٨ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ
اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝١٧٩

بڑی ہی بری مثال ہے ایسے لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، اور وہ آپ اپنے ہی اوپر ظلم کرتے رہے ہیں، جسے اللہ ہدایت بخشے بس وہی راہ راست پاتا ہے اور جس کو اللہ اپنی رہنمائی سے محروم کر دے وہی ناکام و نامراد ہو کر رہتا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے اُن کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں اُن کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ اُن سے دیکھتے نہیں اُن کے پاس کان ہیں مگروہ اُن سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں

He whom Allah guides, he alone is rightly guided; and he whom Allah lets go astray - it is they who are the loser. And certainly We have created for Hell many of the jinn and mankind; they have hearts with which they fail to understand; and they have eyes with which they fail to see; and they have ears with which they fail to hear. They are like cattle - indeed, even more astray. Such are utterly heedless.

سَآءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

تمثیل کا اطلاق فرد سے آگے قوم پر

- اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ محض ایک شخص کی رُوداد بتانا مقصود نہیں بلکہ اس قوم کی تمثیل ہے جس نے اللہ کی آیات (الکتاب) سے بہرہ یاب ہونے کے بعد انھیں جھٹلا دیا (یہود)
- لیکن پھر اس کا اطلاق محض ایک قوم پر نہیں بلکہ جو قوم بھی ایسا کرے گی یعنی اللہ کی کتاب اور اس کی آیات کو اپنا کر چھوڑ دے گی وہ فیضانِ سماوی سے محروم ہو کر ذلت کی پستی میں جا گرے گی اور اللہ تعالیٰ کی عنایات، اور رحمتوں سے محروم ہو جائے گی۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں امتِ مسلمہ کو اپنا جائزہ لے لینا چاہیئے
- جو افراد اور قومیں بھی یہ راستہ اختیار کریں گی وہ اللہ کی کتاب (آیات) کا کچھ نہیں بگاڑتے وہ ان آیات کی ناقدری کرکے خود اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کرتے ہیں، اس لیے کہ آیات الٰہیہ کی خلاف ورزی خود ایک عذاب ہے اور اس کی وجہ سے شیطان ان پر غالب آ کر ہزاروں خرابیوں میں بھی مبتلا کر دیتا ہے
  - ← آیات الٰہی کو جھٹلانے والے معاشروں کی حالت ہمیشہ دِگرگوں اور خستہ ہی رہے گی
  - ← اللہ کی آیات کی ناقدری کا نتیجہ عزت و سربلندی سے محرومی اور ذلت و خواری اور پستی
  - ← جن قوموں کو اللہ کی کتاب کا حامل بنایا گیا ہے انہیں ہر دم اس بات کا احتساب کرنا چاہیے کہ اللہ کی آیات کے ساتھ ان کا کیا رویہ ہے؟

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

کیا جنوں اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لیے پیدا کیا؟

- ایک غلط فہمی کا ازالہ — اس آیت کریمہ کے الفاظ سے بظاہر ایسے لگتا ہے کہ شاید جنوں اور انسانوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا گیا اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے انسانوں اور جنوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا

- تو کیا ان دو آیات کے مفہوم میں کوئی تضاد ہے؟ اس آیتِ کریمہ میں لِجَهَنَّمَ میں جو لام ہے وہ لامِ عاقبت ہے یعنی ان کی تخلیق کا انجام یہ ہوا کہ انھوں نے کفر و نافرمانی سے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا دیا ہے

[اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ میں جو لام ہے وہ لامِ غایت ہے یعنی ان کی پیدائش کی حقیقی غرض و غایت یہ تھی کہ یہ عبادت اور رضائے خداوندی حاصل کریں اور ابدی نعمتوں سے متمتع ہوں]

- اللہ نے ان کو پیدا تو کیا دل، دماغ، آنکھیں اور کان دے کر، تاکہ ان کے صحیح استعمال سے وہ اپنی صحیح منزل تک پہنچیں۔ انھیں مشاہدات کی قوت بھی دی گئی ، سمعی ذرائع بھی بخشے گئے اور دل و دماغ کی قوتوں سے بھی نوازا گیا لیکن ان کا المیہ یہ کہ انھوں نے نہ اپنی نگاہوں سے کام لیا جیسا لینا چاہیے تھا ، نہ اپنی قوت سامع سے کام لیا جیسا اس کا حق تھا اور نہ اپنے دل و دماغ کی قوتوں کو استعمال کیا جس طرح انھیں استعمال کرنا چاہیے تھا اور محض جانوروں کی سطح پر دیکھنے، سننے اور سمجھنے کی سطح پہ رہے۔ اور اس لحاظ سے وہ جانووں سے بدتر ہیں کہ انہیں دیکھنے، اور سننے کے ساتھ ساتھ سمجھنے اور غور و فکر کی برتر اور اعلیٰ صلاحتیں دی گئیں اور انہوں نے ان سے وہ کام نہ لیا کہ وہ اپنے مالک اور خالق کو پہچانتے اور اپنی غلط کاریوں کی بدولت آخر کار جہنم کا ایندھن بن کر رہے

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۚ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ١٧٩

قرآن کریم کے نزدیک لوگوں کی زندگی کا اصل حادثہ یہ ہے

- کہ اللہ نے ان کو جتنی خصوصیات اور صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں ان کو وہ استعمال میں نہ لائیں اور پھر جانوروں کی سطح پہ زندگی گذاریں
- جو زندگی کا رویہ دنیا بھر کے حیوانوں کا ہے وہی ان کا ہو۔ وہ ضروریات زندگی کے حصول کے لیے پوری زندگی صرف کر دیتے ہیں کیونکہ وہ اسی کو زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں چنانچہ ان کا ہدف بھی اس سے مختلف نہیں
- جانور تو صرف اپنے اس دن اور اس وقت کی ضروریات کو پورا کرنے کی فکر میں ہوتے ہیں لیکن اس سطح پہ زندگی گذارنے والا انسان تو دنیا اور اس کی ضروریات میں ایسے مگن ہو جاتا ہے جیسے اسے ایک ہزار سال جینا ہے یعنی جو یعنی جو قناعت اور اطمینان حیوانوں کو میسر ہے انسان اس سے بھی تہی دامن ہو جاتا ہے۔
- وہ اللہ کی دی ہوئی ان نعمتوں (Faculties) کو بروئے کار نہیں لاتا اور کبھی اس بات پر غور نہیں کرتا کہ اس کے خالق نے اسے زندگی اور زندگی کی نعمتیں دے کر اس زمین پر کیوں بھیجا ہے؟ اور اگر اس نے کوئی مقصد دیا ہے تو آخر وہ مقصد کیا ہے؟ مقصد زندگی سے بالکل بے بہرہ اور بے خبر !

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا !

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى - اور اللہ کے لیے ہی ہیں تمام خوبصورت نام

فَادْعُوْهُ بِهَا - تو تم پکارو اس کو ان سے

دعا يَدعُو، دَعْوةً - پکارنا

وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ - اور چھوڑ دو ان کو جو

وَذَرَ يَذَرُ ، وَذَرًا - چھوڑ دینا، ترک کرنا

يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ - کجروی اختیار کرتے ہیں اس کے ناموں میں

أَلْحَدَ يُلْحِدُ ، إلْحَادًا کجروی اختیار کرنا (IV)

لحد، اِلحاد، مُلحد

سَيُجْزَوْنَ - عنقریب وہ بدلہ پائیں گے

جَزَاء - بدلہ دینا

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - اس کا جو وہ کرتے تھے

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ - اور ان میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا

اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ - کچھ ایسے لوگ ہیں جو ہدایت دیتے ہیں حق کی

وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ - اور اس ہی سے وہ عدل کرتے ہیں

عَدَلَ يَعْدِلُ ، عَدْلاً - عدل کرنا

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٨١﴾

اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے، اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس کا بدلہ وہ پا کر رہیں گے

اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا رستہ بتاتے ہیں اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں

Allah has the most excellent names. So call on Him by His names and shun those who distort them. They shall soon be requited for their deeds.

And of those whom We have created there is a party who guide men through the truth and act justly according to it.

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٨٠ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝١٨١

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ

- یہ آیت کریمہ بھی اس سلسلہ کلام سے جڑی ہوئی ہے جس میں توحید کا عہد فطرت عہد الست) بیان ہوا ہے۔ بیچ میں ان لوگوں کا ذکر آ گیا تھا جنھوں نے اللہ کی آیات کی قدر نہیں کی اور خدا کی طرف سے نہایت اعلیٰ صلاحیتیں پا کر اندھے بہرے بن گئے۔ اب یہ فرمایا کہ اللہ کے لیے صرف اچھی ہی صفتیں اور اچھے ہی نام ہیں تو اس کو انھیں صفتوں سے پکارو اور ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑو، جو صفات الٰہی کے باب میں گمراہی کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں
- اہل ایمان کا فرض ہے کہ وہ ان ناموں کے ساتھ صرف اللہ کو پکاریں اور الفاظ میں بھی کوئی تحریف اور تبدیلی نہ کریں اور نہ امالہ کریں- اللہ تعالیٰ کی شان قدوسیت اور سبوحیت پر دلالت کرنے والے بڑے پیارے پیارے اور معنی خیز نام ہیں۔ جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تو ان پیارے ناموں سے یاد کرو۔ اپنی طرف سے اس کے لیے نئے نئے نام نہ گھڑو۔ کیونکہ تم اس کی رفعت شان کو نہیں پہچان سکتے۔ مبادا تمہاری زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل جائے جو اس کی شان خداوندی کے شایان نہ ہو۔
- خالق کائنات کا اسم ذات صرف ایک ہے اور وہ اللہ ہے، لیکن اس کی صفتیں بیشمار ہیں، لہٰذا اس کے صفاتی نام لاتعداد ہیں۔ اسے کسی ایسے اسم صفت سے پکارنا جائز نہیں، جس سے اس کی کسی صفت میں نقص پایا جائے، کیونکہ ایسا اسم صفت جس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیص ہوتی ہو اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے نام سے اللہ تعالیٰ کو پکارا جا سکتا ہے

وَ لِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اَسۡمَآئِهٖ ؕ سَیُجۡزَوۡنَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ وَ مِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ یَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَ بِهٖ یَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱۸۱﴾

○ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : " **بیشک اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو یعنی ننانوے نام ہیں، جو انھیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔**" [بخاری ومسلم]

○ یاد رہے ! اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ صرف ننانوے نہیں ہیں، اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس شخص کو جب بھی کوئی غم و حزن لاحق ہو اور وہ یہ دعا پڑھے : (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ ، مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُکَ ، اَسْءَالُکَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ ، اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ ، وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَ ذَهَابَ هَمِّیْ) اے اللہ ! **بیشک میں** تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم میرے بارے میں نافذ ہے، تیرا ہر فیصلہ میرے حق میں عین انصاف ہے، میں تیرے ہر اس نام کے وسیلے سے، جسے تو نے خود اپنا نام رکھا یا اسے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا، اپنی کتاب میں نازل فرمایا یا تو نے اسے علم غیب میں اپنے پاس ہی محفوظ رکھا، میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار، سینے کا نور، میرے غم کا ازالہ اور پریشانی کو دور کرنے کا مداوا بنا دے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مصیبت، پریشانی اور غم و فکر کو دور فرما کر اسے خوشی اور مسرت سے بدل دے گا۔ عرض کی گئی، اے اللہ کے رسول ! کیا ہم اس دعا کو سیکھ نہ لیں ؟ فرمایا : جو بھی مسلمان اس دعا کو سنے اسے چاہیے کہ اسے ضرور سیکھ لے۔ [مسند احمد، ابن حبان :، مسند ابی یعلی]

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٢﴾ وَ اُمْلِىْ لَهُمْ ۗ اِنَّ كَيْدِىْ مَتِيْنٌ ﴿١٨٣﴾

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا - اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ - ہم بتدریج لے جائیں گے ان کو

اَسْتَدْرَجَ يَسْتَدْرِجُ ، اِسْتَدْرَاجًا

درجہ بہ درجہ (نیچے) جانا/ لے جانا

مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ - وہاں سے، وہ نہیں جانتے (جس کو)

وَ اُمْلِىْ لَهُمْ - اور میں ڈھیل دیتا ہوں ان کو

(م ل و) أَمْلَى يُمْلِي ، إمْلَاءً ـ مہلت/ڈھیل دینا

اِنَّ كَيْدِىْ مَتِيْنٌ - بیشک میری تدبیر پختہ ہے

كَيْد ـ تدبیر

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا - اور کیا انہوں نے غور نہیں کیا

مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ - (کہ) نہیں ہے ان کے ساتھی کو کوئی جنون

اِنْ هُوَ اِلَّا - نہیں ہے وہ مگر

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ - ایک واضح خبردار کرنے والا

اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا ۜ مَا بِصَاحِبِهِمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمۡ يَنۡظُرُوۡا فِىۡ مَلَكُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ ۙ وَّاَنۡ عَسٰۤى اَنۡ يَّكُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُهُمۡ ۚ
فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍۢ بَعۡدَهٗ يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾

اَوَلَمۡ يَنۡظُرُوۡا فِىۡ مَلَكُوۡتِ - کیا نہیں وہ دیکھتے بادشاہی میں

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - زمینوں اور آسمانوں کی

وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ - اور اس میں جو پیدا کیا اللہ نے، کسی چیز سے

وَّاَنۡ عَسٰۤى اَنۡ يَّكُوۡنَ - اور یہ کہ ہو سکتا ہے کہ ہو

قَدِ اقۡتَرَبَ - واقعی قریب

اَجَلُهُمۡ - ان کی مدت مقررہ (ان کی موت)

اَجَل - مقررہ مدت (موت کا وقت)

فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍ - تو کون سی بات پر

حَدِيۡث - (نئی) بات، کلام، گفتگو، خبر، روایت، مضمون

شرعی معنی - آپ ﷺ کا کلام

بَعۡدَهٗ يُؤۡمِنُوۡنَ - اس کے بعد وہ لوگ ایمان لائیں گے

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٢﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿١٨٣﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا
بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٨٤﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ
عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٥﴾

رہے وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے، تو انہیں ہم بتدریج ایسے طریقہ سے تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی، میں ان کو ڈھیل دے رہا ہوں، میری چال کا کوئی توڑ نہیں ہے، اور کیا اِن لوگوں نے کبھی سوچا نہیں؟ اِن کے رفیق پر جنون کا کوئی اثر نہیں ہے وہ تو ایک واضح بور پر خبردار کرنے والا ہے، کیا ان لوگوں نے آسمان وزمین کے انتظام پر کبھی غور نہیں کیا اور کسی چیز کو بھی جو خدا نے پیدا کی ہے آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا؟ اور کیا یہ بھی انہوں نے نہیں سوچا کہ شاید اِن کی مہلت زندگی پوری ہونے کا وقت قریب آ لگا ہو؟ پھر آخر پیغمبرؐ کی اِس تنبیہ کے بعد اور کونسی بات ایسی ہو سکتی ہے جس پر یہ ایمان لائیں؟

As for those who reject Our signs as false, We shall lead them, step by step, to their ruin without their even perceiving it. And (for this purpose) I will grant them respite. My design is incontrovertible. Have they not pondered that their companion [i.e. the Prophet Muhammad] is not afflicted with insanity? He is only a plain warner. Have they not observed the kingdom of the heavens and the earth, and all that Allah has created143 and that their term of life might have drawn near. After this warning from the Prophet, what will it be that will make them believe?

اضافی مواد

Reference Material

عہد الست سے متعلق مباحث

- عہد الست انسانوں (کی روحوں) سے کب لیا گیا؟

علماء و مفسرین کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ یہ عہد انسانوں کی روحوں سے اُن کی پیدائش سے پہلے لیا گیا تھا(حدیثِ مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو ان کی پشت سے نکالا ، اور سب کو عالم ارواح میں جمع کیا، اور ان سب کو خود انہی کی ذات پر گواہ بنایا فرمایا ! کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں ؟ تو ان سب نے جواب دیا کہ آپ ہم سب کے پروردگار ہیں اور ہم سب آپ کی ربوبیت پر گواہی دیتے ہیں۔

- یہ ازلی عہد و پیمان کتنا ہی یقینی اور صحیح کیوں نہ ہو مگر اس دنیا میں آنے کے بعد یہ کسی کو یاد نہیں رہا تو پھر اس عہد کا فائدہ کیا ہوا؟

بہت سے کام ایسے ہوتے جو ایک خاص اثر رکھتے ہیں چاہے وہ کام کسی کو یاد رہے یا نہ رہے۔ بلکہ اس کی خبر بھی نہ ہو مگر وہ اپنا اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ عہد و اقرار بھی ایسی ہی حیثیت رکھتا ہے کہ دراصل اس اقرار نے ہر انسان کے دل میں معرفت حق کا ایک بیج ڈال دیا جو پرورش پا رہا ہے چاہے اس کو خبر ہو یا نہ ہو۔ اور اسی بیج کے پھل پھول ہیں کہ ہر انسان کی فطرت میں حق تعالیٰ کی محبت و عظمت پائی جاتی ہے خواہ اس کا ظہور بت پرستی اور مخلوق پرستی کے کسی غلط پیرایہ میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہ انسان کے لیے کوئی بیرونی واردات نہیں بلکہ اس کے عین وجود کے اندر کی چیز ہے۔ "یاد کرنے کا سوال" تو اس چیز پر ہوتا ہے جو محو یا عدم وجود کا شکار ہو سکے، یہ تو ہمہ وقت طاری حال ہے۔ اس (عہد الست) کی بازگشت کو کھرچنا کسی صورت میں ممکن نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ تمام زمانوں میں انسانوں کے ساتھ خدا کا تصور وابستہ رہا ہے حتیٰ کہ دیوی دیوتاؤں کی پوجا اور وابستگی میں بھی بنیاد تصور مالک اور الٰہ کا ہی رہا

عہد الست سے متعلق مباحث

- ہمارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت ہے کہ ہم نے یہ معاہدہ کیا ہے؟

شرعی دلیل : اللہ تعالیٰ کا فرمان (اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان) ہی سب سے بڑا ثبوت ہے

"وہ وقت یاد کیجیے جب آپ نے رب نے آدم کی اولاد کو ان کی پشتوں سے نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا: "کیا میں آپ لوگوں کا رب نہیں ہوں؟" انہوں نے عرض کیا: "جی ہاں، آپ ہی ہمارے رب ہیں اور ہم اس پر گواہی دیتے ہیں" (الاعراف 7:172-173)

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا. لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا.

ہم نے اس امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اٹھا لیا۔ بے شک وہ (اپنی جان پر) ظلم کرنے والا اور ناواقف تھا۔ (اس بار امانت کو اٹھانے کا لازمی نتیجہ ہے) کہ اللہ منافق مرد و خواتین اور مشرک منافق مرد و خواتین کو سزا دے گا اور صاحب ایمان مردوں اور خواتین کی توبہ قبول فرمائے گا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ (الاحزاب 33:72-73)

یہ امانت اپنی مرضی اور ارادہ سے نیکی یا برائی کے راستے کے انتخاب کی تھی۔ اللہ تعالی کی اس امانت کو قبول کرنے سے آسمان، زمین اور پہاڑ انکار کر چکے تھے جبکہ انسان نے اس امانت کو قبول کر لیا۔

عقلی دلیل : اگر اللہ تعالیٰ بندے کو آج یہ آفر دے کہ وہ اس کو اپنی من پسند دائمی زندگی اور اس میں ان گنت نعمتیں دے گا مگر بدلے میں دنیا میں اتنا کرنا ہے کہ اپنی بقیہ زندگی میں پوری مرضی اور اختیار سے اللہ تعالی کا بندہ بن کر رہنا ہو تو کون انسان اس کو قبول نہیں کرے گا اور اگر نہیں کریگا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

عہد الست سے متعلق مباحث

- ہمارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت ہے کہ ہم نے یہ معاہدہ کیا ہے؟

......امکانی دلیل

تمام انسانوں/انسانوں کی ارواح کو جمع کرکے ان سے الوہیت و ربوبیت کا عہد و پیمان کو اگر کوئی شخص بعید از امکان سمجھتا ہے تو یہ محض اس کے دائرہ فکر کی تنگی کا نتیجہ ہے

حقیقت میں تو نسلِ انسانی کی موجودہ تدریجی (evolutionary) پیدائش جتنی قریب از امکان ہے، اتنا ہی ازل میں ان کا مجموعی ظہور اور ابد میں ان کا مجموعی حشر و نشر بھی قریب از امکان ہے۔

پھر یہ بات نہایت معقول معلوم ہوتی ہے کہ انسان جیسی صاحب عقل و شعور اور صاحب تصرف و اختیارات مخلوق کو زمین پر بحیثیت خلیفہ مامور کرتے وقت اللہ تعالیٰ اسے حقیقت سے آگاہی بخشے اور اس سے اپنی وفاداری کا اقرار (Oath of allegiance) لے۔ امکانی لحاظ سے اس معاملے کا پیش آنا ہرگز قابلِ تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین پر اپنا ایک خلیفہ بھیج رہا ہے اور اس سے اپنی مالک، خالق اور رب ہونے کی حیثیت نہ بتائے اور بھیجے جانے والے (انسان) کو اپنی حیثیت نہ بتائے کہ وہ کون ہے اور اس نے کون سا وظیفہ سرانجام دینا ہے اور اس وظیفے کی کیا تقاضے ہیں؟ البتہ اگر یہ پیش نہ آتا تو ضرور قابلِ تعجب ہوتا۔

عہد الست سے متعلق مباحث

- کیا عہدِ الست کے وقت قیامت تک پیدا ہونے والے ہر انسان کی روح وہاں موجود تھی یا جب پیدا ہوا تھا تو اس سے پہلے یہ معاہدہ کیا جاتا ہے؟

قرآن مجید کی سورت الاعراف آیات 172 اور 173 سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام بنی آدم سے یہ عہد لیا گیا۔ اس آیت کی تشریح میں جو روایات آئی ہیں (بخاری، مسلم، احمد، حاکم و غیرہ) ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انسانوں کی روحوں سے یہ وعدہ لیا گیا

- اگر یہ ازلی میثاق فی الواقع عمل میں آیا تھا تو کیا اس کی یاد ہمارے شعور اور حافظہ میں محفوظ ہے؟ اگر نہیں تو پھر اس کو ہمارے خلاف حجت کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

اگر اس میثاق کا نقش انسان کے شعور اور حافظہ میں رہنے دیا جاتا تو انسان کا دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا جانا سرے سے فضول ہوتا کیونکہ اس کے بعد تو اس آزمائش و امتحان کے کوئی معنی باقی نہ رہ جاتے لہٰذا اس نقش کو شعور و حافظہ میں تو تازہ نہیں رکھا گیا لیکن وہ تحت الشعور میں یقیناً محفوظ ہے۔اس کا حال وہی ہے جو ہمارے تمام دوسرے تحت الشعوری اور وجدانی علوم کا حال ہے۔ تہذیب و تمدن اور اخلاق و معاملات کے تمام شعبوں میں انسان سے آج تک جو کچھ بھی ظہور میں آیا ہے وہ سب در حقیقت انسان کے اندر بالقوۃ (Potential) موجود تھا۔ خارجی محرکات اور داخلی تحریکات نے مل جل کر اگر کچھ کیا ہے تو صرف اتنا کہ جو کچھ بالقوۃ تھا اسے بالفعل کر دیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی چیز بھی جو انسان کے اندر بالقوۃ موجود نہ ہو تعلیم و تربیت، ماحولی تاثیر اور داخلی تحریک سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ انبیاء و رُسل علیہم السلام اسی میثاق کی یاد دلانے والے تھے اسی لیے قرآن میں ان کو مُذَکِّر (یاد دلانے والے) اور ان کے کام کو تذکیر (یاد دہانی) کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ انبیاء انسان کے اندر کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتے بلکہ اسی چیز کو ابھارتے اور تازہ کرتے ہیں جو اس کے اندر پہلے سے موجود تھی

عہد الست سے متعلق مباحث

- اگر یہ ازلی میثاق فی الواقع عمل میں آیا تھا تو کیا اس کی یاد ہمارے شعور اور حافظہ میں محفوظ ہے ؟ اگر نہیں تو پھر اس کو ہمارے خلاف حجت کیسے قرار دیا جاسکتا ہے ؟

..... اس میثاق کی یاد اگرچہ ذہن اور شعور سے محو ہوچکی ہے لیکن تحت الشعور میں اب بھی موجود ہے اور انسانی فطرت میں اس کی ایسی تخم ریزی کر دی گئی ہے کہ جب کبھی اسے صحیح رہنمائی، صحیح تربیت اور مناسب ماحول نصیب ہوتا ہے تو فوراً یہ بیج اگتا ہے اور چشم زون میں توحید کا شجر طیب اپنی آفاقی وسعتوں کے ساتھ ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ اگر توحید کو قبول کرنے کی صلاحیت انسان کی فطرت میں ودیعت نہ کی گئ ہوتی تو کوئی تعلیم، کوئی رہنمائی، کوئی ماحول اس کو توحید کا سبق نہ ازبر کراسکتا۔ کیونکہ یہ ساری چیزیں فقط انھیں صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکتی ہیں جو پہلے سے انسانی تحت الشعور میں موجود ہوتی ہیں

ایک آدمی تیر بھی نہیں سکتا اور ہوا میں اڑ بھی نہیں سکتا لیکن آپ اس کی مناسب تربیت کرکے اسے ایک بہترین تیراک تو بنا سکتے ہیں لیکن آپ ہزار جتن کریں اس کو ہوا میں اڑنا نہیں سکھا سکتے۔ اس کی وجہ یہی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں تیرنے کی استعداد رکھی ہے لیکن اڑنے کی صلاحیت نہیں رکھی۔ تو معلوم ہوا کہ یوم میثاق کو جو بلیٰ ہم نے کہی تھی وہ ہمیں بھول جائے تو بھول جائے لیکن وہ ہمارے رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے۔

اگر انسان سے یہ عہد و میثاق نہ لیا گیا ہوتا تو انسان کے لیے معرفت حق ممکن نہ رہتی یا دوسرے لفظوں میں انسانی جبلت میں معرفت رب کی صلاحیت ودیعت نہ ہوئی ہوتی تو رب کی معرفت نہ ہوتی

وہ لوگ جو اس فطری آواز کو دبا دیتے ہیں۔ قیامت کے دن ان کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

عہد الست سے متعلق مباحث

○ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان سے یہ عہد لیا اور عقیدہ توحید اس کی فطرت میں رکھا ہے تو پھر انسان اسے فراموش کرکے شرک کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں ؟

انسان، نسیان سے بنا ہے انسانی فطرت کے سب سے بڑے ترجمان نبی آخر الزمان ﷺ نے انسان کی اس کمزوری کو یوں بیان فرمایا ہے۔ " نَسِیَ اٰدَمْ وَنَسِیَتْ اَوْلَادُہٗ " کہ جناب آدم بھول گئے اور ان کی اولاد بھی بھول جایا کرے گی۔ اس بنا پر کچھ لوگ بھول جاتے ہیں، انبیاء کرام علیہ السلام کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اس کی غفلت اور بھول پر چوکنا کیا جاسکے۔ جہاں تک عقیدہ توحید کو انسانی فطرت میں ودیعت کرنے کا تعلق ہے اس کی گواہی ہر انسان اپنی زندگی میں دیے بغیر نہیں رہتا۔ حتیٰ کہ مکہ کے مشرک جو شرک و ظلم میں حد سے بڑے ہوئے تھے اور انھوں نے شرک کی بنیاد پر نبی اکرم ﷺ سے کئی جنگیں لڑیں لیکن جب کبھی ان میں سے کسی کو بھاری اور ناگہانی مصیبت آتی تو وہ اقرار کرتے کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، مالک، رازق، مشکل کشا اور حاجت روا نہیں ہے۔

اس کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرت پہ پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی کے اندر اعتراف ربوبیت الٰہی ودیعت کردیا ہے اور فطرتاً ایک شخص اعتراف رب کرتا ہے، البتہ بعض خارجی عوامل اسے فطرت کی راہ مستقیم سے بدراہ کرتے ہیں۔

عہد الست سے متعلق احادیثِ مبارکہ

- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَخَذَ اللهُ الْمِيثَاقَ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ ، فَأَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا، فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قِبَلًا ، قَالَ : أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ، أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۔ (مسند احمد و صححه الحاكم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما، نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کی پشت کی طرف سے وعدہ لیا اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت سے تمام اولاد نکالی جس کو پیدا فرمایا تھا۔ انھیں اپنے سامنے چیونٹیوں کی طرح پھیلایا پھر ان سے اپنے سامنے کلام فرمایا۔ اللہ نے فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔ کہیں قیامت کے دن یہ نہ کہنا بلاشبہ ہم تو اس سے غافل تھے یا تم کہو شرک تو ہمارے آباؤاجداد نے کیا تھا اور ہم ان کی اولاد تھے۔ کیا تو ہمیں باطل کام کرنے والوں کی وجہ سے ہلاک کرتا ہے۔

- أَخَذَ اللهُ الْمِيثَاقَ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ بِنَعْمَانَ يَعْنِي عَرَفَةَ، فَأَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا، فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قِبَلًا (المسند احمد بن حنبل، 1 : 272)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت (میں موجود انبیاء) سے مقامِ عرفہ پر میثاق لیا، پس آپ کی پشت سے تمام ذریت کو نکالا جسے اُس نے پیدا کیا تھا، پھر اُنھیں اپنے سامنے (سورج کی شعاعوں میں نظر آنے والے ذرات کی شکل میں بکھیر دیا، پھر اُن کے ساتھ براہ راست کلام فرمایا۔"

عالم ارواح میں ہونے والے تین میثاق

- **پہلا میثاق** : وہی میثاق ہے جس کا ذکر سورۃ الاعراف (آیات ۱۷۳-۱۷۲) میں آیا ہے، یہ میثاق اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنی ربوبیت کے حوالے سے ، اپنی ذات، اپنی وحدانیت، اپنی توحید اور اپنی اُلوہیت کی نسبت سے تھا

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ (الأعراف، ۱۷۲) اور (یاد کیجئے!) جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی نسل نکالی....

اس میثاق کی دیگر تفصیلات گذشتہ سلائیڈز میں آچکی ہیں

- **دوسرا میثاق** : اَنبیاء علیہم السلام سے میثاقِ نبوت - یہ میثاق صرف انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا جن جن کو نبوت و رسالت کے اعزاز سے بہرہ یاب کرنے کا ارادہ اور اَمر ہو گیا تھا، ان انبیاء کی ارواح کو جمع کیا اور ان سے جو عہد و میثاق لیا وہ بشکل حلفِ نبوت تھا کہ تمہیں نبوت و رسالت سے سرفراز کروں گا اور تم نے اپنی نبوت و رسالت کے یہ فرائض ادا کرنے ہیں۔ اس میثاق کا ذکر سورہ احزاب کی آیت نمبر 7 اور 8 میں ہوا ہے :

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا o لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا. الأحزاب، 7، 8۔ اور (اے نبی ﷺ) یاد کریں اُس عہد و پیمان کو جو ہم نے سب پیغمبروں سے لیا ہے، اور (خصوصاً) آپ سے اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم سے بھی سب سے ہم پختہ عہد لے چکے ہیں، تاکہ سچے لوگوں سے (ان کا رب) ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے، اور کافروں کے لیے تو اس نے دردناک عذاب مہیا کر ہی رکھا ہے

عالم ارواح میں ہونے والے تین میثاق

- اس آیتِ کریمہ میں تمام انبیاء سے عہد (میثاقِ نبوت) کا ذکر ہے لیکن خصوصی طور پر پانچ اُولوا العزم انبیائے کرام کا نام سے ذکر ہے (خِيَارُ وَلَدِ آدَم خَمْسَةٌ نُوْحٌ وّابْرَاهِيْم وعِيْسى ومُوْسى (عليهم السلام)، وَمُحَمَّد صلى الله عليه وآله وسلم. " کل نسل بنی آدم میں سب سے بلند مرتبہ پانچ نفوسِ قدسیہ ہیں، وہ (اولو العزم انبیاء) حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیھم السلام اور حضرت محمد ﷺ ہیں" هيثمی، مجمع الزوائد)

- یہ عہد کس چیز کا تھا، اس کے بارے میں ابن کثیر فرماتے ہیں " یہ اِس چیز کا عہد تھا کہ یہ تمام انبیاء کرام جب دنیا میں مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے دین کی اقامت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کو فروغ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا پیغام نسل بنی آدم تک اور اپنی اپنی اقوام تک پہنچائیں گے " (أنهُ أخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ فِي إقَامَةِ دِينِ اللهِ وَإبْلاغِ رِسَالَتِهِ)

اس کا ذکر سورۃ الشوری میں بھی ہے شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ۔ اُس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرّر فرمایا جس کا حکم اُس نے نُوح علیہ السلام) کو دیا تھا اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ علیھم السلام کو دیا تھا (وہ یہی ہے) کہ تم دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو (الشوری،13)

عالم ارواح میں ہونے والے تین میثاق

○ **تیسرا میثاق** : نبوتِ محمدی ﷺ پر اَنبیاء کرام علیہم السلام سے میثاق

یہ میثاق بھی انبیاء و رُسل سے لیا گیا۔ جب ان کی اپنی نبوتوں کا میثاق ہو گیا تو اس کے بعد ان سے نبوت محمدی ﷺ کے بارے میں عہد لیا گیا - یہ میثاق آپ ﷺ پر ایمان لانے، آپؐ کی اتباع، اور آپ ﷺ کے مشن کی نصرت کا ہے :

وَإِذْ أَخَذَ اللّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُواْ أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُواْ وَأَنَاْ مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ(آل عمران، 81) اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں جو کچھ بھی تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر آجائے تمہارے پاس رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور تم نے اس پر میرا مضبوط عہد قبول کرلیا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے اقرار کرلیا، فرمایا سو تم گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں

اگرچہ اس آیتِ کریمہ میں لفظ رسول نکرہ ہے لیکن جمہور مفسرین کے نزدیك اور راجح قول یہی ہے کہ اس رسول سے مرادَ حضرت محمد ﷺ ہیں

یہ میثاق کس چیز کے بارے میں لیا گیا ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے صرف حضرت محمد ﷺ کے بارے میں لیا تھا کہ اگر وہ خود ان کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کی تائید و نصرت کریں، اور اپنی اپنی امتوں کو بھی یہی ہدایت کر جائیں۔